Preface

پیش لفظ

انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل سے اردو شاعری میں بدلتے ہوئے حالات کے پیش نظر ایک روشن اور صالح مستقبل کی تلاش کے رجحان کو فروغ حاصل ہوا۔ چنانچہ تصوریت و جذباتیت پر عقلیت کو فوقیت حاصل ہوئی اور ادب کی افادیت پر زور دیا گیا زندگی و زمانے کے مسائل کو اپنے اندر سمونے کی قوت نظم میں زیادہ نظر آئی لہٰذا جدید تقاضوں کے تحت نظم کی صنف کو فروغ ملا جس کا باقاعدہ اور باضابطہ آغاز مولانا محمد حسین آزاد اور خواجہ الطاف حسین حالی کی نیچرل شاعری سے ہوا اور اکبر الہ آبادی، چکبست لکھنوی، اسماعیل میرٹھی، سرور جہان آبادی، علامہ اقبال، حفیظ جالندھری اور جوش ملیح آبادی تک جا پہنچا۔ اس دور کی شاعری میں وطن کی عظمت کا شدید احساس بھی تھا، غلامی سے نجات حاصل کرنے کا حوصلہ بھی اور ماضی کی بازیافت کی کوشش بھی۔

اسی زمانے میں رومانوی رجحان بھی پروان چڑھا جو صرف عاشقانہ جذبات اور تخیلی رامش و رنگ سے ہی آراستہ نہیں تھا بلکہ مناظر فطرت کی رنگینیوں اور رعنائیوں سے بھی وابستہ تھا جس کی نشاندہی جوش ملیح آبادی اور علامہ اقبال کے ساتھ اختر شیرانی، مجاز لکھنوی، فیض احمد فیض، فراق گورکھپوری، جاں نثار اختر، پرویز شاہدی، مجروح سلطانپوری، اختر انصاری اور ساحر لدھیانوی ایسے شعراء کے یہاں بخوبی کی جا سکتی ہے۔

کچھ آگے چل کر اس لے میں انقلابی آہنگ کا اضافہ ہوا اور اقتصادی آزادی کے مثبت پہلوؤں پر غور و فکر کر کے سماجی اصلاح کے بجائے سماجی انقلاب کی طرف میلان ہوا۔ یہ انقلاب روس کا اثر تھا جو رفتہ رفتہ جہدِ آزادی کی رگ و پے میں سرایت کرتا گیا۔

ترقی پسند تحریک روس کے اسی انقلاب کے زیرِ اثر وجود میں آئی اور وہ شعراء جو رومانیت کے آنچل میں پناہ ڈھونڈ رہے تھے انقلاب آفریں اور حقیقت پسندانہ نغمات کے ساتھ منظرِ عام پر آنے لگے۔ حقیقت پسندی کے حامیوں نے اشتراکی اصولوں کے تحت اقتصادی بدحالی، سماجی ناانصافی اور سیاسی غلامی کے پیشِ نظر زندگی اور ادب کے تعلقات اور ادب کے ذریعہ زندگی کے مسائل کی عکاسی پر زور دیا۔ زندگی کی حقیقتوں کے انکشاف نے عظمتِ انسان اور اجتماعی زندگی کی آرزوؤں کا احساس شدید کر دیا چنانچہ جدید فکری عناصر کو تقویت ملی اور طبقاتی روابط اور سماجی تعلقات کا شعور گہرا ہوا۔

اس عہد میں انفرادی اور اجتماعی ناآسودگی کی بنا پر روایتی اسالیب کے سانچے یا تو ٹوٹے یا پھر ان میں جدید خیالات پیش کیے گئے چنانچہ پابند نظموں کے علاوہ آزاد، معریٰ اور نثری نظموں اور گیت اور سانیٹ کو رواج ملا۔ میراجی، ن۔م۔ راشد اور ان کے حامیوں نے آزاد و معریٰ نظموں اور گیت کے سانچے میں نہ صرف اپنے خیالات ہی پیش کیے بلکہ انھیں فروغ بھی دیا اس کے علی الرغم ترقی پسند تحریک سے وابستہ شعراء نے ہیئتی اجتہاد نہ کر کے تقریباً تمام اصنافِ شاعری کو اپنے تخلیقی اظہار کا ذریعہ بنایا۔ ان میں جوش ملیح آبادی، مجاز لکھنوی، علی سردار جعفری، مخدوم محی الدین، جاں نثار اختر، کیفی اعظمی اور فیض احمد فیض و ساحر لدھیانوی خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہیں۔

ان شعراء نے بدلتے ہوئے حالات کا ادراک عقل کی روشنی میں کیا اور آزادی کے تصور کو اقتصادی و معاشرتی آزادی سے وابستہ کیا بلکہ بعض شعراء نے اس جدوجہد میں عملی حصہ بھی لیا۔

اس عہد کے شعراء میں فیض احمد فیض کے علاوہ ساحر لدھیانوی ہی ایسے شاعر ہیں جنھیں بیک وقت ادبی حلقوں میں بھی اور عوامی سطح پر بھی بے پناہ شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی اس کی ایک وجہ فلموں سے ان کی وابستگی بھی ہو سکتی ہے[۱] حالانکہ فلموں میں آنے سے قبل ہی ساحر کا اولین مجموعۂ کلام "تلخیاں" شائع ہو کر ادبی و عوامی حلقوں میں داد و تحسین حاصل کر چکا تھا دوسرے یہ کہ ساحر کے علاوہ فلموں میں دوسرے شعرا بھی تھے جن کو وہ شہرت نہ مل سکی جو ساحر کے حصہ میں آئی اس لیے یہ کہنا کہ صرف فلموں کے سبب ہی ان کو مقبولیت حاصل ہوئی ان کے فکر و فن کو محدود اور مجروح کرنے کے مرادف ہوگا البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ فلموں سے وابستگی کے بعد ان کی شہرت اور مقبولیت کا حلقہ زیادہ وسیع ہوا۔

ساحر کی اس شاعرانہ اہمیت کے پیش نظر ضرورت اس بات کی تھی کہ ان کے شعری و فنی کارناموں کا جائزہ لیا جاتا لیکن اس سلسلے میں اب تک ساحر پر جو بھی کام ہوا ہے وہ یا تو مضامین کی شکل میں بکھرا پڑا ہے یا انھیں یکجا کر کے کتابی شکل دے دی گئی ہے۔ اس سلسلے میں ناز صدیقی کا مقالہ ساحر: شخص اور شاعر (سال اشاعت ۱۹۷۸ء)، بیسویں صدی دہلی اور عصری ادب دہلی کے گوشۂ ساحر لدھیانوی (دسمبر ۱۹۸۰ء اور اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۰ء، جنوری تا اپریل ۱۹۸۱ء بالترتیب)، فلمی ستارے دہلی ساحر لدھیانوی نمبر (جنوری ۱۹۸۱ء) اور فن اور شخصیت بمبئی ساحر لدھیانوی نمبر

[۱] ساحر سے متعلق یہ خیال عام ہو چکا ہے۔

(سال اشاعت ۱۹۸۵ء) کے علاوہ دو کتابیں، پہلی مخمور سعیدی کی مرتب کردہ ساحر لدھیانوی ۔ ایک مطالعہ (سال اشاعت ۱۹۸۱ء) اور دوسری کیفی اعظمی کی ساحر لدھیانوی، جو نئے ادب کے معمار سیریز کے تحت دراصل لکھا گیا مضمون ہے اور کتابی شکل میں موجود ہے (سال اشاعت ۱۹۷۸ء)، قابل ذکر ہیں۔ ان میں ناز صدیقی کا مقالہ جس پر عثمانیہ یونیورسٹی نے انھیں ایم۔اے کی ڈگری تفویض کی ہے، اس لحاظ سے قابل توجہ ہو سکتا ہے کہ ساحر پر لکھا گیا یہ پہلا مقالہ ہے جو ان کی حیات میں شائع ہوا لیکن اس میں ساحر کی شخصیت اور فکر و فن کا بہ لحاظ ضرورت سرسری جائزہ ہی لیا گیا ہے چنانچہ ان کی شخصیت اور شاعری کی تمام تر خصوصیات ابھر کر سامنے نہ آسکیں اور اس صدی کے ہمہ جہت شاعر، ساحر لدھیانوی کے کارنامے جو عوامی زندگی کے مسائل کے احساس اور ان کے خدمت خلق کے جذبے سے مملو ہیں، پردۂ خفا میں رہ گئے۔ اس بنا پر میں نے اپنے تحقیقی مقالے کے لیے ساحر لدھیانوی کا انتخاب کیا ہے اور ان کوتاہیوں کے پیش نظر ساحر اور ان کے فکر و فن کو اپنے تئیں سمجھنے اور پرکھنے کی کوشش کی ہے۔ لہٰذا میری کوشش یہی رہی ہے کہ ساحر کی حیات اور ان کے کارناموں کا مفصل جائزہ لے کر مثبت اور منفی نتائج جو بھی ہوں، اخذ کر سکوں۔

یہ تحقیقی مقالہ مندرجہ ذیل موضوعات پر مشتمل ہے جن کے تحت ساحر کے فکری گوشوں اور فنی پہلوؤں پر غور و فکر کر کے نتائج اخذ کیے گئے ہیں۔

باب اول: بیسویں صدی کی سماجی و تہذیبی اقدار

اس باب میں ان سماجی و تہذیبی اقدار اور سیاسی تحریکات کا جائزہ لیا گیا ہے جنھوں نے ساحر کی شخصیت اور

ان کی شاعری کو بالواسطہ یا بلاواسطہ متاثر کیا ہے۔ اس ضمن میں برطانوی سامراج اور جاگیرداری نظام کے ساتھ ساتھ تحریکِ آزادی انقلابِ روس اور جنگ عظیم کا خصوصی ذکر کیا گیا ہے۔

باب دوم : ادبی اور فکری پس منظر

اس باب میں ان شعری افکار و خیالات اور نظریات و موضوعات کا جائزہ لیا گیا ہے جو بیسویں صدی کے سماجی و سیاسی اور فکری و تہذیبی اقدار کی شکست و ریخت کے عہد میں منظر عام پر آئے۔ اس ضمن میں ترقی پسند تحریک کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا گیا ہے جس نے ساحر لدھیانوی کی شاعری کو نئے افکار و خیالات عطا کیے نیز ان کے سیاسی و سماجی شعور کو نئی جہت سے روشناس بھی کرایا۔

باب سوم : ساحر کی سوانح اور شخصیت

اس باب میں دوسرے مواخذ کے علاوہ خود ساحر کی شاعری کے حوالے سے بات کہنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس ضمن میں ان کے خاندانی ماحول، والدین کے مابین باہمی تنازعات اور معاشقوں کے علاوہ جہدِ آزادی کے تئیں ان کے رولوں کی نشاندہی کی گئی ہے نیز ان کی فلمی زندگی کی تفصیلی روداد بھی قلم بند کی گئی ہے۔

باب چہارم : ساحر کی نظم نگاری

اس باب میں ساحر کی نظموں کا تجزیہ کرتے ہوئے یہی کوشش کی گئی ہے کہ ان کے کلام کے بارے میں تمام تر باتیں اس مقالے کے گزشتہ ابواب کے حوالے سے کہی جائیں نیز ان

سیاسی وسماجی اقدار اور ادبی ماحول کے اثرات کی نشاندہی بھی کی گئی ہے جو ان کے افکار وخیالات اور ان کی شاعری پر اثر انداز ہوئے ہیں۔

بابِ پنجم: ساحر کی غزل گوئی

ساحر کی غزلوں میں بھی تقریباً وہی نظریات وخیالات کارفرما ہیں جو ان کی نظموں کا طرۂ امتیاز ہیں اور غزلوں کے موضوعات بھی کم وبیش وہی ہیں جو نظموں میں جاری وساری ہیں تاہم اس باب میں معاصر غزل گو شعراء کی غزلوں کے زیر نظم ہیئت اور موضوع کا احاطہ کرتے ہوئے ان کی غزلوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔

بابِ ششم: ساحر کی فلمی شاعری

اس باب میں ساحر کی فلمی شاعری کا جائزہ انہی کے بیانات کی روشنی میں لینے کی کوشش کی گئی ہے اور یہ بھی کوشش کی گئی ہے کہ ساحر نے فلمی نغموں کو ادبی معیار سے قریب تر لانے کا جو ذکر کیا ہے اور فلم کو نظریات وخیالات کے اظہار کی ترسیل کا جو اہم ذریعہ قرار دیا ہے اس میں کس حد تک کامیاب ہو سکے ہیں۔

بابِ ہفتم: دیگر اصنافِ سخن

اس باب میں مرثیہ، مثنوی اور سہرے کا ذکر مختصر تاریخی حوالے کے ساتھ کیا گیا ہے نیز ان معدودے چند نظموں کا تجزیہ بھی پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ ان اصنافِ شاعری سے متعلق بھی ساحر کے افکار وخیالات واضح ہو سکیں۔

باب ہشتم: ماحصل

اس باب میں ساحر کی شخصیت اور شاعری سے متعلق تمام تر حقائق کے پیش نظر جو نتائج اخذ کیے گئے ہیں ان کا مجمل خاکہ پیش کیا گیا ہے کیوں کہ میرے خیال میں ساحر کی شاعری کے تجزیے کا یہی ایک سائنٹفک طریقۂ کار ہو سکتا ہے۔

اس مقالے کی تیاری میں ساحر کی شخصیت اور شاعری سے متعلق جن اہم ماخذوں کا سہارا لیا گیا ہے ان کے حوالے بہ لحاظِ ضرورت پیش کیے گئے ہیں۔ جن کی فہرست کتابیات میں درج ہے۔

آخر میں انتہائی خلوص کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہو سکتا ہے موضوع کا پورا حق ادا کرنے میں مجھ سے بھی چوک ہو گئی ہو تاہم میرا ایقان ہے کہ اس مقالے کے ذریعے ساحر کی حیات اور ان کے کارناموں سے متعلق غور و فکر کی نئی راہیں کھل سکیں گی۔